دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

چراغاں دیکھنے کے لیے عورتوں کے آنے کا احتمال ہو، تو چراغاں کرنا چاہیے یا نہیں؟

ریفرنس نمبر: Lar 8085

تاریخ: 15-12-2018

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ماہِ ربیع الاول میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں جو گلیاں اور بازار سجائے جاتے ہیں اور لائٹنگ کی جاتی ہے۔ عورتیں اسے دیکھنے آتی ہیں، جس سے بدنگاہی کا احتمال ہوتا ہے، لہٰذا اس مسئلے کی وجہ سے سجاوٹ چھوڑ دی جائے یا جاری رکھی جائے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے مہینے ربیع الاول میں مسلمان بالخصوص اللہ تعالیٰ کے اس عمیم و عظیم فضل و رحمت کے حاصل ہونے پر بطور تشکر اظہار مسرت و تحدیث نعمت کے لیے مروّجہ جائز طریقے جیسے: لائٹنگ کرنا اور پھولوں کی لڑیوں وغیرہ سے گلی محلے سجانا وغیرہ اختیار کرتے ہیں، یہ امور بلاشبہ شرعاً جائز و مستحسن ہیں، جس پر قرآن و سنت اور علمائے امت سے کثیر دلائل موجود ہیں۔ رہی بات ان چند غیر شرعی باتوں کی کہ جو اس معاملے میں بعض جاہل اور ناسمجھ لوگوں کی طرف سے صادر ہوتی ہیں، جن میں سے بعض جگہوں پر بے پردہ عورتوں کا سجاوٹ دیکھنے آنا ہے، تو اس بنا پر وہ عمل کہ شریعت کی نظر میں مستحسن و خوب ہے، ہرگز ممنوع و ناجائز نہ ہو جائے گا، بلکہ وہ اچھا عمل باقی رکھتے ہوئے اس میں پیش آنے والی خرابی اور پیدا ہو جانے والی خامی دور کی جائے گی۔ جیسا کہ ایک ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی اتنی سمجھ رکھتا ہے کہ مثلاً: شادی جو یقیناً ایک اچھا فعل ہے، اسے لوگوں کی جاہلانہ غیر شرعی رسوم کی وجہ سے حرام قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس میں پائی جانے والی ناجائز باتیں ہی ختم کرنے کا کہا جائے گا۔ اسی طرح عام فہم انداز میں بات سمجھانے کے لیے مثال دی جاتی ہے کہ کپڑے پر نجاست لگ جائے، تو کپڑا نہیں پھاڑا جائے گا، بلکہ صرف نجاست دور کی جائے گی اور بہت موٹی عقل والے کو بھی یہ موٹی سی مثال ضرور سمجھ آسکتی ہے کہ ناک پر مکھی بیٹھتی ہو، تو خواہ کتنی ہی بار ایسا کرنا پڑے، مکھی ہی اڑائی جائے گی، ناک ہرگز نہیں کاٹیں گے، لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت میں بھی ان عورتوں کے وہاں آنے کے سدباب کے لیے ممکنہ ضروری اقدامات کیے جائیں اور اپنا یہ اچھا عمل جاری رکھتے ہوئے اسے حتی الامکان غیر شرعی باتوں سے بچایا جائے۔

ایک موقع پر عورتوں مردوں کا اختلاط ہونے پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے عورتوں کو مردوں سے پیچھے اور ایک سائیڈ پر رہ کر مردوں سے اختلاط سے منع فرمادیا۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے: "عن حمزة بن أبي أسيد الأنصاري عن أبيه، أنه سمع رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم، يقول: وهو خارج من المسجد فاختلط الرجال مع النساء في الطريق، فقال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم للنساء: استأخرن، فإنه ليس لكن أن تحققن الطريق عليكن بحافات الطريق فكانت المرأة تلتصق بالجدار حتى إن ثوبها ليتعلق بالجدار من لصوقها به "یعنی روایت ہے حضرت ابواُسید انصاری سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ مسجد سے نکل رہے تھے، تو راستے میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو گیا، تو عورتوں سے فرمایا: تم پیچھے رہو تمہیں یہ درست نہیں بیچ راستے میں چلو، تم راستے کے کنارے اختیار کرو، پھر عورت دیواروں سے مل کر چلتی تھی، حتی کہ اس کا کپڑا دیوار سے اُلجھتا تھا۔ (سنن ابی داؤد، جلد4، صفحہ369، مکتبہ عصریہ، بیروت)

امیر اہلسنت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "چراغاں دیکھنے کے لیے عورتوں کا اَجنبی مردوں میں بے پردہ نکلنا حرام و شَرمناک، نیز باپردہ عورتوں کا بھی مُروّجہ انداز میں مَردوں میں اختلاط (یعنی خَلط مَلط ہونا) انتہائی افسوس ناک ہے۔" (صبح بہاراں، صفحہ23، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے والد گرامی رئیس المتکلمین، خاتم المحققین، علامہ مفتی **نقی علی خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنی کتابِ لاجواب "اصول الرشاد" کے پانچویں قاعدے کے بیان میں فرماتے ہیں: "فعلِ حسن مقارنت و مجاورتِ فعل قبیح سے، اگر حسن اس کا اس کے عدم سے مشروط نہیں، مذموم و متروک نہیں ہو جاتا، حدیثِ ولیمہ میں (جس میں طعامِ ولیمہ کو شرّ الطعام فرمایا) قبولِ ضیافت کی تاکید اور انکار پر اعتراضِ شدید ہے۔ ردالمحتار میں درباب زیارت قبور لکھا ہے: قال ابن حجر في فتاواه: ولا تترك لما يحصل عنده من المنكرات والمفاسد؛ لأن القربة لا تترك لمثل ذلك، بل على الإنسان فعلها وإنكار البدع بل و إزالتها إن أمكن. قلت: يؤيده ما مر من عدم ترك اتباع الجنازة، و إن كان معها نساء نائحات، انتهى ملخصاً (یعنی امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاوی میں فرمایا: اچھا عمل اس کے ساتھ ناجائز و خرابی والی باتیں واقع ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا کہ ایسی باتوں کے سبب نیکی نہیں چھوڑی جاتی، بلکہ انسان کے اوپر لازم ہے کہ وہ یہ کام کرے اور اس میں درپیش آنے والی بدعتوں کا انکار بلکہ ممکن ہو تو ازالہ کرے۔ میں کہتا ہوں: ان کے اس قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو پیچھے گزری کہ جنازے کے ساتھ جانا ترک نہ کیا جائے، اگرچہ اس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورتیں ہوں۔ امام ابن حجر کی بات تلخیص کے طور پر مکمل ہوئی)۔" (اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، صفحہ146، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی)

مزید فرمایا: "اصل اس باب میں یہ ہے کہ مستحسن کو مستحسن جانے اور قبیح کی ممانعت کرے۔ اگر قادر نہ ہو، اسے مکروہ سمجھے۔ ہاں اگر عوام کسی مستحسن کے ساتھ ارتکاب امرِ ناجائز کا لازم ٹھہرالیں اور بدون اس کے اصلِ مستحسن کو عمل ہی میں نہ لائیں،

تو بنظرِ مصلحت حکّامِ شرع کو اصل کی ممانعت و مزاحمت پہنچتی ہے۔ اسی نظر سے بعض علمانے ایسے افعال کی ممانعت کی ہے، لیکن چونکہ اس زمانہ میں خلق کی امور خیر کی طرف رغبت اور دین کی طرف توجہ نہیں اور مسائل کی تحقیق سے نفرتِ کلّی رکھتے ہیں، نہ کسی سے دریافت کریں، نہ کسی کے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔ ولہذا اکثر افعال خرابیوں کے ساتھ واقع ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کو چھوڑ دینے سے باک نہیں رکھتے۔ **اب اصل کی ممانعت ہی خلاف مصلحت ہے۔ ولہذا علمائے دین نے ایسے امور کی ممانعت سے بھی (کہ فی نفسہ خیر اور بسبب بعض عوارضِ خارجیہ کے مکروہ ہوگئے) منع فرمایا،** کما مر من الدر المختار: أما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل أصلاً، لقلة رغبتهم فی الخیرات (یعنی جیسا کہ در مختار کے حوالے سے گزرا کہ نیک کاموں میں رغبت کی کمی واقع ہونے کے سبب اب عوام کو تکبیریں کہنے اور نفل ادا کرنے سے بالکل منع نہ کریں گے) اور اسی نظر سے بحر الرائق میں لکھا: کسالی القوم إذا صلوا الفجر وقت الطلوع لا ینکر علیهم، لأنهم لو منعوا یترکونها أصلاً، ولو صلوا یجوز عند أصحاب الحدیث، وأداء الجائز عند البعض أولی من الترک أصلاً (یعنی قوم کے سست لوگ اگر طلوع آفتاب کے وقت نماز فجر ادا کریں، تو انہیں منع نہ کیا جائے، اس لئے کہ اگر انہیں منع کیا گیا، تو وہ بالکل ہی چھوڑ دیں، جبکہ اگر پڑھیں تو محدثین کے نزدیک جائز ہے، تو بعض کے نزدیک جائز بات پر عمل بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے)۔ دیکھو ان اطبائے قلوب نے خلق کے مرضِ باطنی کو کس طرح تشخیص اور مناسب مرض کے کیسا عمدہ علاج تجویز کیا، جزاهم الله أحسن الجزاء، برخلاف اس کے نئے مذہب کے علما مسائل میں ہر طرح کی شدت کرتے ہیں اور مستحسنات ائمۂ دین، مستحباتِ شرعِ متین کو شرک و بدعت ٹھہراتے ہیں۔ تمام ہمت ان حضرات کی نیک کاموں کے مٹانے میں (جو فی الجملہ رونق اسلام کے باعث ہیں) مصروف ہے۔"

(اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، صفحه 148، مکتبة برکات المدینه، کراچی)

واللہ أعلم عزوجل **ورسولہ أعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو رجا محمد نور المصطفی عطاری مدنی

07 ربیع الآخر 1440ھ/15 دسمبر 2018ء

الجواب صحیح

مفتی محمد ھاشم خان عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے